السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

میں مسمی حاجی غلام محمد ولد فتح دین قوم کھوکھر گلی توے شاہ محلہ چوڑیگران شہر شیخوپورہ بحیثیت مسلمان اللہ کو علم و خبیر جان کر یہ بیان کرتا ہوں کہ آج سے تقریباً 8-10 سال قبل میرے داماد محمد مشتاق ولد محمد مالک قوم پٹھان نے اپنی بیوی کشور سلطانہ دختر من مظہر کو تحریری طلاق لکھ دی تھی مگر ہمیں اس کی اطلاع نہیں دی ۔ پھر اس طلاق کے تقریباً 2 سال بعد صلح ہوگئی اس دو سال کے عرصہ میں میری بیٹی میرے ہی گزر بسر کرتی رہی جب صلح ہو گئی تو بعد میں یہ راز کھلا کہ محمد مشتاق نے تو دو سال پہلے تحریری طلاق دے دی تھی ۔ اب پھر اس نے عرصہ ڈھائی سال سے اپنی بیوی کو گھر سے نکال دیا ہے ۔ اور سامان اٹھا کر چلا گیا ہے ۔

مزید یہ کہ گھر سے سامان لے جاتے وقت بھی اس نے متعدد لوگوں کو کہا کہ میں نے اپنی بیوی کشور سلطانہ کو طلاق دے دی ہے اور وہ گواہ اب بھی موجود ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ مشتاق نے آج سے ڈھائی برس پہلے ہمارے سامنے ''طلاق دے دی ہے ، کے الفاظ کہے تھے ۔ اب صورت مسئولہ آپ کے سامنے ہے ، لہٰذا کتاب و سنت کی روشنی میں بتلایا جائے کہ طلاق موثر ہو چکی ہے یا نہیں ؟ شرعی فتویٰ صادر فرمایا جاوے ۔ (سائل حاجی غلام محمد ولد فتح دین قوم کھوکھر گلی توے شاہ محلہ چوڑیگران شیخوپورہ)

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بشرط صحت سوال ، یعنی اگر واقعی طلاق دہندہ محمد مشتاق ولد محمد مالک پٹھان نے اپنی بیوی مسمات کشور سلطانہ دختر غلام محمد کو تحریری طلاق لکھ دی تھی اور پھر اس طلاق کے بعد عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تھا تو شرعاً یہ طلاق واقع ہو کر موثر ہو چکی اور مسمات مذکورہ اپنے شوہر کے حبالہ عقد سے آزاد ہو گئی تھی ۔ لہٰذا اس طلاق کے دو برس بعد ہونے والی مصلحت شرعاً ناجائز اور سراسر معصیت پر مبنی ہے ۔ اس کے بعد اس ناکام جوڑے کی ازدواجی زندگی گناہ کی زندگی قرار پائی ہے ۔ کیونکہ طلاق زبانی کلامی ہو یا تحریری ہو بیوی کو اطلاع دی جائے یا اطلاع نہ دی جائے شرعاً طلاق واقع ہو جاتی ہے ۔ اب اس کی دلیل ملاحظہ فرمائیے :

۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ عَنْ أُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا ، مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ . قَالَ قَتَادَةُ إِذَا طَلَّقَ فِي نَفْسِهِ فَلَيْسَ بِشَيْءٍ .(1) (صحیح البخاری باب الطلاق فی الإغلاق والکرہ والسکران والمجنون ج2 ص 793، 794)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، اللہ تعالیٰ نے میری امت کو خیالات فاسدہ کی حد تک معاف کیا ہے ، جب تک کہ اس پر عمل نہ کرے یا اسے زبان سے ادا نہ کرے ۔ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر کسی نے اپنے دل میں طلاق دے دی تو اس کا اعتبار نہیں ہو گا جب تک زبان سے نہ کہے ۔

۔عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لأُمَّتِي مَا حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسَهَا مَا لَمْ يَتَكَلَّمُوا أَوْ يَعْمَلُوا بِهِ .(1) (کتاب صحیح مسلم : باب تَجَاوُزِ اللَّهِ عَنْ حَدِيثِ النَّفْسِ ، وَالْخَوَاطِرِ ، بِالْقَلْبِ إِذَا لَمْ تَسْتَقِرَّ ج 1 ص 77، 78)

ترجمہ وہی ہے جو اوپر لکھا جا چکا ہے ۔

ان دونوں صحیح احادیث سے ثابت ہوا کہ جس طرح زبانی کلامی طلاق واقع ہو جاتی ہے ، اسی طرح طلاق تحریری بھی شرعاً معتبر ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں ۔

اس حدیث کی شرح میں ارقام فرماتے ہیں شیخ الاسلام حافظ ابن حجر

وَاسْتُدِلَّ بِهِ عَلَى أَنَّ مَنْ كَتَبَ الطَّلَاقَ طَلُقَتِ امْرَأَتُهُ لِأَنَّهُ عَزَمَ بِقَلْبِهِ وَعَمِلَ بِكِتَابَتِهِ وَهُوَ قَوْلُ الْجُمْهُورِ وَشَرَطَ مَالِكٌ فِيهِ الْإِشْهَادَ عَلَى ذَلِكَ (2) (فتح الباری شرح صحیح بخاری ج 9 ص 316 باب الطلاق فی الاغلاق والکرہ والسکران والمجنون فتاوی نذیریہ ج 3 ص 78 ،)

اس حدیث صحیح سے استدلال کیا گیا ہے کہ جو اپنی بیوی کو طلاق لکھ کر دے تو اس بیوی کی پر طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ اس نے دل سے طلاق کا ارادہ کیا اور لکھ کر عمل کیا ۔ جمہور علمائے اسلام کا بھی یہی مذہب اور قول اور فتویٰ ہے ۔

فضیلۃ الشیخ والمحقق المشہور السید محمد سابق مصری تصریح فرماتے ہیں :

(والكتابة يقع بها الطلاق ، ولو كان الكاتب قادرا على النطق ، فكما أن للزوج أن يطلق زوجته باللفظ ، فله أن يكتب إليها الطلاق) (3) (فقہ السنۃ ج 2 ص 219

کہ تحریر سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے اگرچہ تحریر کرنے والا بولنے اور گفتگو کرنے پر قادر بھی ہو ۔

پس مذکورہ احادیث صحیحہ ،جمہور علمائے اسلام کے نزدیک تحریری طلاق شرعاً معتبر ہے۔ اگرچہ بیوی کو اطلاع نہ دی جائے، تب بھی طلاق کی عدت تحریر کے وقت سے شروع ہوجاتی ہے۔

مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی ایک ایسے ہی سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ وقوع طلاق کےلئے طلاق نامہ کا عورت تک پہنچنا شرط نہیں۔ صرف لکھنے سے طلاق واقع ہوجاتی ہے۔ (4) (فتاویٰ احسن الفتاوی ص 440۔ طبع کراچی)

خلاصہ کلام یہ کہ مذکورہ احادیث صحیحہ مرفوعہ متصلہ کے مطابق مسمات کشور سلطانہ دختر غلام محمد کو اس وقت ہی طلاق ہوگئی تھی جب اس کے شوہر نے وہ طلاق لکھی تھی۔ اور طلاق کی عدت تین حیض، تین ماہ یا بصورت حمل وضع حمل ہے۔ چونکہ سوال نامہ کی تصریح کے مطابق اس طلاق کے 2 برس بعد مصالحت ہوئی جب کہ طلاق کی عدت بہر صورت پوری ہوچکی تھی اور نکاح ٹوٹ چکا تھا۔ لہٰذا یہ مصالحت رجوع کی مدت کے بعد وقوع پذیر ہوئی۔ پس اگرچہ یہ مصالحت تجدید نکاح کے بغیر وقوع پذیر ہوئی ہے تو شرعاً معتبر نہیں۔ اس غیر شرعی مصالحت کے بعد کی ازدواجی زندگی سراسر سفاح اور گناہ کی زندگی ہے۔ اس بی بی کو اب کسی اور طلاق کی ہرگز ضرورت نہیں۔ کیونکہ نکاح تو اس تحریری طلاق کی عدت پوری ہونے پر ٹوٹ گیا تھا۔ یہ جواب بشرط صحت سوال تحریر کیا گیا ہے۔ غلط بیانی اور دروغ گوئی کی ذمہ داری شرعاً اور قانوناً سائل پر عائد ہوگئی۔ مفتی کسی قانونی سقم کا ہرگز ذمہ دار نہ ہوگا۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ محمدیہ

ج1ص851

محدث فتویٰ